نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نور سے پیدا کیا گیا؟

قرآنِ مجید میں بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے منصبِ نبوت کے اعتبار سے "سراج منیر" یعنی ایک روشن چراغ قرار دیا ہے۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا 45 وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيۡرًا 46 ﴾ (احزاب45:46)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یقیناً ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر اور بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا

اور اللہ کی طرف بلانے والا اس کے حکم سے اور ایک روشن چراغ بنا کر

جس کے معنی محض یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا روشن چراغ بنایا جو خود بھی اُس کی ہدایت اور علم و حکمت سے منوّر ہے اور لوگوں کو بھی تاریکیوں سے نکال کر اللہ کی صراط مستقیم کی طرف لانے کے لیے ایک راہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیے کہ اللہ کا دین انسانیت کے لیے اِس دنیا میں اُس کی ہدایت ہے، چنانچہ یہ ہدایت بے شک انسان کے لیے نور اور روشنی ہے۔ اور اِس نور کا ماخذ و مرجع انسانیت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات ہے۔ چونکہ اللہ کی ہدایت کا نور انسانیت کو آپ ہی کی وساطت سے ملا ہے، چنانچہ اِس حیثیتِ رسالت سے تو بہرحال آپ کو "نور" کہا جا سکتا ہے۔

تاہم یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے اعتبار سے ایک بشر تھے، بشر ہی طرح آپ کی ولادت ہوئی اور بشر ہی کی حیثیت سے اِس دنیا میں آپ نے زندگی بسر کی؛ اِس کے شواہد قرآن مجید اور مسلّمہ تاریخ میں پوری صراحت کے ساتھ جگہ جگہ دیکھے جا سکتے ہیں۔

﴿ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ ﴾ (الکھف: 110)

اے محمدؐ، کہو کہ میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا، میری طرف وحی کی جاتی ہے

جہاں تک بعض مسلمان معاشروں کے اِس عامیانہ اعتقاد کا تعلق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو "نور" سے تخلیق کیا گیا تھا، وہ اللہ کے نور میں سے ایک نور تھے، تو یہ ایک طرف قرآن کے صریح خلاف ہے اور دوسری طرف اِس بات کی کوئی بنیاد کسی مستند ماخذ میں موجود نہیں ہے۔

© copy rights reserved

اِس کے حق میں دلیل کے طور پر جو کچھ بیان کیا جاتا ہے، وہ مندرجہ ذیل بعض ایسی نا قابلِ اعتبار، بے بنیاد اور من گھڑت روایات ہیں ، جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا استناد، چونکہ کسی قابلِ اعتماد ذریعے سے حاصل ہی نہیں ہے، چنانچہ اُن کی بنیاد پر اِس طرح کا کوئی اعتقاد دین میں سرے سے ثابت ہی نہیں ہوتا۔ اور نہ اِس طرح کی روایتیں مسلمانوں کے لیے قابلِ التفات ہی ہیں۔ وہ روایات یہ ہیں

1۔ حدیث کی حیثیت سے ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نور سے پیدا کیا گیا ہے"۔

یہ ایک باطل اور بے بنیاد روایت ہے۔ علم کی دنیا میں اِس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اِس کے ماخذ کے طور پر بعض لوگ مسند احمد کا اور بعض مصنف عبدالرزاق کا حوالہ دیتے ہیں؛ جو کسی بھی لحاظ سے درست نہیں ہے۔ محقق بات یہی ہے کہ اِس حدیث کا کوئی ماخذ ہی نہیں ہے۔

2۔ دوسری روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا یا یہ کہ اللہ نے اپنے چہرے کے نور سے ایک مٹھی بھر نور لیا اور اُس نور کی یہ مٹھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُس مٹھی بھر نور کی طرف نظر کی تو اُس میں کچھ قطرے بن گئے۔ پھر ہر قطرے سے ایک نبی کو پیدا کیا، یا (یوں کہیے کہ اِس طرح اپنی) تمام خلق کو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کیا۔

اِس باب میں یہ اور اِس طرح کی دیگر روایات کی حقیقت بھی بالکل وہی ہے جو پہلی روایت کی ہے۔ لہذا اِس پر اب مزید کچھ کہنے کی گنجایش بھی باقی نہیں رہ جاتی۔ امام ابن تیمیہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ اُن روایتوں میں سے ہے کہ جن کے من گھڑت اور جھوٹے ہونے پر حدیث کی معرفت رکھنے والوں اور اہل علم کا اتفاق ہے۔ (مجموع الفتاوی، 18/357-366)

جسدِ آدم علیہ السلام میں پھونکی جانے والی روح

وہ روح کیا ہے جس کی وجہ سے ایک انسان کی زندگی بھی رواں دواں ہے اور کل کائنات کی زندگی کا دار و مدار بھی اسی پر ہے۔ آیئے اس حقیقت کو قرآن مجید سے تلاش کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا

﴿ اِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ ﴾ (الحجر: 29)

پھر جب میں اسے پوری طرح درست کردوں اور پھونک دوں میں اس میں اپنی روح میں سے

پھر جب میں اس کی (ظاہری) تشکیل کو کامل طور پر درست حالت میں لا چکوں اور اس پیکر (بشری کے باطن) میں اپنی (نورانی) روح پھونک دوں"۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب خالق اور مخلوق کی جنس ایک نہیں ہو سکتی تو پھر یہ کیسے ممکن ہے؟ کہ خالق اپنی روح مخلوق کے جسد میں پھونک دے کیونکہ خالق کی جنس اور ہے مخلوق کی جنس اور ہے۔ لہذا جب خالق کی روح کا مخلوق میں پھونک دیا جانا ممکن نہیں تو پھر یہاں پر کس روح کا تذکرہ کیا جا رہا ہے؟

اللہ رب العزت نے اس آیت میں فرمایا 'رُوْحِیْ' "میری روح"، اس نسبت و اضافت کا مطلب یہ نہیں کہ مالک اور ملکیت دونوں کی جنس ایک ہو جائے۔ مالک اور ملکیت میں نسبت تو رہتی ہے مگر مالک اور ملکیت کی جنس ایک نہیں ہو سکتی۔ جس طرح قَلمِیْ "میرا قلم"، سَیَارتِیْ "میری گاڑی"۔ یہاں قلم اور گاڑی کے ساتھ نسبت و اضافت تو موجود ہے مگر اس کا قطعاً مطلب یہ نہیں کہ مالک اور ملکیت کی جنس ایک ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزت جب ارشاد فرما رہا ہے کہ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِی تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس روح کو نسبت تو مجھ سے ہے مگر یہ روح اصل میں مخلوق کی جنس سے ہے۔

اس روح کی حقیقت کیا ہے؟ وہ روح کیا ہے جسے جسدِ آدم میں پھونکا گیا؟ آیئے اس پر ایک نظر ڈالتے ہیں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قلت: يا رسول الله! بأبي أنت و أمي! أخبرني عن أول شئ خلقه الله تعالى قبل الأشياء، قال: يا جابر! إن الله تعالى قد خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره، فجعل ذلك النور يدور بالقدرة حيث شاء الله تعالى، ولم يكن في ذلك الوقت لوح ولا قلم، ولا جنة ولا نار، ولا ملك، ولا سماء ولا أرض، ولا شمس ولا قمر، ولا جني ولا انسي، فلما أراد الله تعالى أن يخلق الخلق، قسم ذالك النور أربعة أجزاء: فخلق من الجزء الأول القلم، و من الثاني اللوح، ومن الثالث العرش، ثم قسم الجزء الرابع أربعة

أجزاء، فخلق من الأول حملة العرش، و من الثانی الکرسی، و من الثالث باقی الملائکة، ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الأول السموت، ومن الثانی الأرضين، و من الثالث الجنة والنار)قسطلانی، المواھب اللدنیہ، 1: 71، بروایت امام عبدالرزاق

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بتائیں کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی؟ حضور صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اس نے نور کے فیض سے) پیدا فرمایا، پھر وہ نور مشیتِ ایزدی کے مطابق جہاں چاہتا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتہ تھا، نہ آسمان تھا نہ زمین، نہ سورج تھا نہ چاند، نہ جن تھا اور نہ انسان۔ جب اللہ تعالی نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا: پہلے حصے سے قلم بنایا، دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔ پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے بنائے اور دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی فرشتے۔ پھر چوتھے کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے آسمان بنائے، دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت اور دوزخ۔۔۔''

اللہ رب العزت تاجدار کائنات صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہر شے کو تخلیق فرمانے کی وجہ خود بیان کرتا ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ

لولاہ ما خلقتک و لا خلقت سماء و لا ارضا قسطلانی، المواھب اللدنیہ، 1: 9

''اگر میں اسے (محمد صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) پیدا نہ کرتا تو نہ تمہیں (آدم علیہ السلام) پیدا کرتا اور نہ زمین وآسمان کو پیدا کرتا۔ کیونکہ اس جسد کا کیا کرنا جس کی روح ہی تخلیق میں نہ آئی ہو۔ جب روح تخلیق میں آجائے تو پھر اس کو پھونکے جانے کے لئے جسد بھی بنایا جاتا ہے۔ پس آدم علیہ السلام کو بھی بنا دیا گیا اور نور مصطفی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روح بنا کر کائنات میں بھیجنے کے لئے کائنات بھی بنا دی۔

پس اس روح سے مراد نور محمدی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جس سے آدم کا جسد یعنی عالم اصغر زندہ ہو گیا۔ اسی طرح عالم اکبر یعنی کل کائنات بھی ایک روح کی تلاش میں تھی تو اللہ رب العزت نے آقا صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اس کائنات کی بھی روح بنا کر اس کائنات کو زندگی عطا کی۔ جس طرح آدم کے اندر نور محمدی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم روح بن کر اس کو زندہ رکھے ہوئے ہے، اسی طرح اس کل کائنات کی روح اور جان روح محمد صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جن کے وسیلہ سے کائنات حرکت میں ہے۔

انعقادِ قیامت وروزِ محشر سے روحِ کائنات کی تعین

حضور نبی اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام کائنات کی روح ہیں،اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ آقا صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پاک کو اٹھالے گا۔کیوں ؟اس کا جواب اور راز بھی اسی بات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو جب فنا کرتا ہے تو اس کی روح نکال لی جاتی ہے اسی طرح جب اس کائنات کو قیامت کے دن فنا کرنا ہے تو اس کے سینے میں چونکہ محمد مصطفی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ انور روح بن کر بستا ہے،لہذا جب خدا اس کائنات کے جسد کو فنا کرنا چاہے گا تو اس سے پہلے وہ اس کائنات کی روح کو اس کائنات سے نکال لے گا۔

احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ اسی طرح روز محشر کے لئے تاجدار کائنات صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے پہلے ان کی قبر انور سے اٹھایا جائے گا۔اس کی ایک شرح تو یہ ہے کہ تاجدار کائنات صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان محشر میں سب سے پہلے پہنچیں گے تو گناہ گار امتیوں کو کچھ حوصلہ ہو جائے گا۔

دوسری شرح یہ ہے کہ خدا قیامت برپا کرنے کے لئے اس کائنات سے اس کائنات کی روح تاجدار کائنات صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نکالے گا اور پھر محشر برپا کرنے سے پہلے تاجدار کائنات صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے پہلے وہاں اس لئے لایا جائے گا کہ جسد اس وقت تک زندہ نہیں ہو سکتا جب تک اس کی روح موجود نہ ہو۔تاجدار کائنات صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح اس کائنات کی روح ہیں،اسی طرح اُس عالم کی بھی روح ہیں،پس مصطفی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود وہاں موجود ہو گا تو روز محشر تمام عالم بھی زندہ ہو جائے گا۔

وہ روح جو خدا نے جسد آدم میں پھونکی تھی اور جس کو ”روحی““میری روح““فرمایا،یہ عقدہ اس شعر سے حل ہو جاتا ہے کہ

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو

اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

وہ نور مصطفی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کل کائنات میں زندگی کا راز ہے اور اس کو حرکت میں رکھے ہوئے ہے،نہ وہ خدا ہے اور نہ خدا سے جدا ہے مگر حقیقت میں یہی نور مصطفی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم روح وجان کائنات اور ہر شے میں بسنے والی روح ہے۔

© copy rights reserved

پس جس فضا میں ہم سانس لیتے ہیں وہ بھی نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا ہے۔۔۔جو دن رات رزق کھاتے ہیں یہ بھی نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا ہے۔۔۔یہ زمین جس پر اٹھتے بیٹھتے ہیں یہ بھی نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا ہے۔۔۔جس سورج وچاند سے روشنی لیتے ہیں یہ بھی نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا ہے۔۔۔سب کچھ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہے۔۔۔جو کچھ موجود ہے یہ خیرات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔جو لوگ خیرات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن و منکر ہیں ان کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں

ہے منکر عجب کھانے غرانے والے

وہ لوگ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہیں وہی اس دنیا میں امن وامان کے بھی دشمن ہیں۔یہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عشق کے منکر ہیں۔تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیرات بھی کھاتے ہیں اور الٹا غراتے بھی ہیں۔یہ کیسی ناشکری اور کیسا انکار ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیرات اس کائنات کی فضا میں سانس بھی لیتے ہیں اور اپنی زندگی کو تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام و مرتبہ اور تصرف واختیارات کی تنقیص کے لئے استعمال کرتے ہوئے گستاخی و بے ادبی کے مرتکب بھی ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اہل ایمان،اہل محبت و عشق بن سکیں،ہمارا نام تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشقوں میں لکھا جا سکے۔ہمارے پاس کچھ ایسا عمل نہیں جو رب کائنات کے بارگاہ میں پیش کرنے کے قابل ہو۔ہم نہ عابد ہیں،نہ زاہد ہیں،کسی ایسی شے کا ساتھ نہیں ہے جس کو اپنا وسیلہ کہہ سکیں۔بس ایک شے ہے اور وہ نسبت تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔یہی نسبت ہمارا وسیلہ،ہمارا طرز،ہمارا چلن اور ہمارا طریقہ ہے۔اسی نسبت میں ہم جیتے اور مرتے ہیں۔میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد اسی نسبت کو مضبوط و مستحکم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

© copy rights reserved

صحیح عقیدہ

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الأَفْلَاکَ.

’’محبوب ! اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو کائنات ہست و بود کو بھی وجود میں نہ لاتا۔

اِس حدیث کے بارے میں یہ بات جان لینی چاہیے کہ یہ اوراِسی معنی و مفہوم پر مبنی مندرجہ ذیل بعض روایات اور بھی ہیں، جن سب کا شمار باطل اور موضوع روایات ہی کے زمرے میں ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ واضح رہے کہ اِس باب کی روایتوں کی بنیاد پر بعض لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو کچھ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں،اِن میں در حقیقت اُس کے اثبات کی صلاحیت ہی موجود نہیں ہے۔ تحقیق کی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ احادیث در حقیقت سند اور درایت ،ہر اعتبار سے ناقابل التفات ہیں

یہ روایت اوپر بیان کیے گئے الفاظ کے ساتھ امام شوکانی نے اپنی کتاب "الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ" میں نقل کر کے امام صغانی کی یہ رائے بیان کی ہے کہ یہ ایک "موضوع" اور من گھڑت روایت ہے۔(ص326)

اِس کے بارے میں محدث العصر شیخ البانی کی بھی یہی رائے ہے۔ وہ مزید فرماتے ہیں کہ اِسی طرح کی ایک مرفوع روایت دیلمی نے حضرت ابن عباس سے اس طرح نقل کی ہے

ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور فرمایا: اے محمد ! اگر تو نہ ہوتا تو میں جنت کو تخلیق نہ کرتا، اگر تو نہ ہوتا تو میں " دوزخ کو بھی تخلیق نہ کرتا۔ ابن عساکر کی روایت کے الفاظ ہیں : اگر تو نہ ہوتا تو میں دنیا ہی کو تخلیق نہ کرتا۔ اس روایت پر بھی کلام کر کے امام البانی نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ یہ بھی منجملہ واہی روایات ہے۔(سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، رقم282)

اِسی موضوع سے متعلق ایک روایت سیدنا ابن عباس ہی سے حاکم نے مستدرک میں اِس طرح نقل کی ہے

سیّدُنا عبدُاللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ پاک نے حضرت سیّدُنا عیسیٰ علیہ السّلام کی طرف وحی فرمائی: یَا عِیۡسٰی آمِنۡ بِمُحَمَّدٍ وَأْمُرْ مَنۡ اَدۡرَکَہٗ مِنۡ اُمَّتِكَ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡا بِہٖ فَلَوۡلَا مُحَمَّدٌ مَاخَلَقۡتُ آدَمَ وَلَوۡ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقۡتُ الۡجَنَّةَ وَلَا النَّارَ یعنی اے عیسیٰ ! محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم پر ایمان لاؤ اور اپنی اُمّت میں سے ان کا زمانہ پانے والوں کو بھی ان پر ایمان لانے کا حکم دو۔ اگر محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا اور نہ ہی جنّت ودوزخ بناتا۔

میں نے پانی پر اپنا عرش بنایا تو وہ ہلنے لگا، چنانچہ جب میں نے اُس پر " لا الٰہ الّا اللہ، محمد رسول اللہ " لکھا تو وہ اپنی جگہ پر ٹھہر گیا۔

حاکم کی اِس روایت کو امام ذھبی "موضوع" قرار دیا ہے۔(مستدرک حاکم 671/2)

شیخ البانی فرماتے ہیں: یہ ایک بے بنیاد روایت ہے۔(سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، رقم 280)

ایک روایت سیدنا عمر سے یہ بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جب آدم سے لغزش ہوئی تو اُنہوں نے کہا: اے پروردگار! میں محمد کے واسطے سے تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔اِس پر اللہ " تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو محمد کو کیسے جانتا ہے، دراں حالیکہ ابھی تو میں نے اُسے پیدا ابھی نہیں کیا؟

تب آدم نے کہا: اے میرے رب! تو نے جب مجھے اپنے ہاتھ سے تخلیق کر کے مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اُٹھایا اور تیرے عرش کے پایوں پر لکھا ہوا پایا کہ: "لاالٰہ اللہ، محمد رسول اللہ"، چنانچہ اِس سے میں نے جان لیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے وہ ضرور تیری مخلوق میں سے تجھے سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔اِس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے سچ کہا ہے، اے آدم!، وہی میری خلق میں میرا سب سے زیادہ محبوب ہے۔اور تو نے چونکہ اُس کے واسطے سے مغفرت مانگی ہے؛ تو جا میں نے تجھے بخش دیا۔ اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا"۔(مستدرک حاکم، رقم 4228)

حاکم کی اس روایت کو بھی امام ذھبی "موضوع" قرار دیا ہے۔(مستدرک حاکم، رقم 4228)

اس روایت کے بارے میں بھی علماے حدیث وہی حکم لگاتے ہیں جو اِس سے پچھلی روایت کے بارے میں لگایا ہے۔(سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، رقم 25)

شیخ عبدالعزیز بن باز فرماتے ہیں: یہ روایت، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے واضح کر دیا ہے، ایک من گھڑت روایت ہے۔(مجموع فتاوی ابن باز، 328/26)

ویسے بہت عجیب سی بات لگتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دنیا کو بنایا گیا تو اس بات کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں

آدم علیہ سلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگی اس بات کا کوئی ذکر قرآن میں نہیں ہے

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا اس بات کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں

حالانکہ یہ تین باتیں بہت اہم ہیں۔اور یہ تینوں باتیں قرآن کی آیات کے خلاف بھی ہیں پھر بھی یہ لوگ ان باتوں کی پیروی کرتے ہیں

کیا یہ آیت ایسے لوگوں کے بارے میں نہیں ہے

﴿ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڤ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ڤ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾ (آل عمران: 7)

وہی ہے جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر یہ کتاب نازل فرمائی اس میں محکم آیات ہیں اور وہی اصل کتاب ہیں اور کچھ دوسری آیتیں ایسی ہیں جو متشابہ ہیں تو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ پیچھے لگتے ہیں ان آیات کے جو ان میں سے متشابہ ہیں فتنے کی تلاش میں اور ان کی حقیقت وماہیت معلوم کرنے کے لیے حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم میں راسخ ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اس کتاب پر' یہ کل کا کل ہمارے رب کی طرف سے ہے اور یہ نصیحت حاصل نہیں کر سکتے مگر وہی جو ہوش مند ہیں۔

اِن تمام روایات کو تحقیق کی نگاہ سے دیکھنے کے بعد ظاہر ہے کہ ہر عاقل آدمی اِسی نتیجے پر پہنچے گا کہ اِس طرح کی روایتوں سے کوئی دینی استدلال کیا جاسکتا ہے، نہ کسی مذہبی اعتقاد کی بنیاد ہی اِن پر رکھی جاسکتی ہے۔ بلکہ اِس سے آگے بڑھ کر میں یہ کہوں گا کہ اِس طرح کی احادیث کی طرف کسی مسلمان کو التفات بھی نہیں کرنا چاہیے۔ اِس لیے کہ اِس طرح کے مضامین پر مبنی روایتیں اگر اپنی سند کے اعتبار سے بالفرض قابل اعتماد بھی ہوتیں، تب بھی قرآنِ مجید کی روشنی میں وہ لا محالہ رد کر دی جاتیں۔

کیونکہ کوئی بھی خبر واحد، خواہ سنداً صحیح ہی کیوں نہ ہو، قرآن کے خلاف قطعاً قبول نہیں کی جاسکتی۔

ویسے جو روایت موضوع اور من گھڑت ہو اس کو رد کرنے کے لیے کسی صحیح دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اس کا ''من گھڑت'' ہونا ہی اس کے مردود ہونے کے لیے کافی ہے۔

کوئی آدمی جھوٹ بول کر کہے کہ میری اس بات کی قرآن وسنت سے تردید کرو۔ تو ظاہر ہے ہم تردید کے لیے قرآن وسنت کے دلائل تلاش کرنا تو نہیں شروع کر دیں گے۔

لیکن عام انسان کی رہنمائی کے لئے قرآن اور حدیث میں بے شمار دلائل موجود ہیں۔ جن میں سے چند مندرجہ ذیل بیان کیے جا رہے ہیں۔

© copy rights reserved

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ﴾ (ص: 27)

'اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے' اسے بے کار پیدا نہیں کیا۔

انہی چیزوں کی پیدائش میں بے شمار نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ان میں غور و فکر کرتے ہیں اور وہ یہ پکار اٹھتے ہیں

﴿ کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (آل عمران:3)

پروردگار یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے، تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے۔ پس اے رب! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے

پہلی بات: مقصد کائنات وجود و تخلیقِ جن وانس:

اور تخلیقِ جن وانس کا مقصد تو خود قرآن نے واضح کر دیا ہے کہ وہ اللہ کی بندگی ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات56)

اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اس لیے کہ وہ میری بندگی کریں۔

تو قرآن سے جواب یہ ملا کہ اپنے خالق کی بندگی واطاعت ہی ہمارا مقصد تخلیق ہے۔

دوسری بات: دنیا کی زندگی محض آزمائش ہے

اس ضمن میں دوسری بات یہ کہ روئے زمین پر زندگی کا یہ ہنگامہ، یہ مال واولاد، یہ رونقیں اور چکاچوند، اچھے برے حالات، یہ سب ایک ابتلاء وآزمائش کے سامان کے سوا اور کچھ بھی نہیں

۔اور ہماری پیدائش کا ایک مقصد یہ امتحان لینا ہے کہ کون اللہ کی دی ہوئی سماعت وبصارت اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں کو استعمال کر کے اللہ اور اس کے رسولوں علیھم السلام پر ایمان لاتا ہے اور اعمال صالحہ کرتا ہے

اور اس طرح اپنے آپ کو اشرف المخلوقات اور اللہ کا حقیقی نائب ثابت کرتا ہے۔ کچھ آیات ملاحظہ ہوں

﴿ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ ﴾ (االملك:4)

جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے،

 © copy rights reserved

سورة الإنسان {4} ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لیے ہم نے اُسے سننے اور دیکھنے والا بنایا۔

سورة الكهف {8} اقعہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ سر و سامان بھی زمین پر ہے اس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے تاکہ اِن لوگوں کو آزمائیں
اِن میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

سورة الأنفال {28}۔ اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد حقیقت میں سامانِ آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس اجر دینے کے لیے بہت کچھ ہے۔

﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ
لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ (الطلاق : 12)

اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے ہیں اور زمین میں سے بھی انہی کی مانند۔ ان کے درمیان (اللہ کا) امر نازل ہوتا ہے، تاکہ تم یقین
رکھو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے

© copy rights reserved

Lughatul Quran